مولانا عبدالحق چوہان رحمتہ اللہ علیہ

خلیفہ راشد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ میں سے چھٹے نمبر پر خلیفۂ راشد ہیں۔ آپ کا تعلق قریش کے مشہور قبیلہ بنوامیہ سے ہے۔ آپ کی ولادت بعثت نبوی سے پانچ سال قبل منیٰ میں مقام خیف پر ہوئی۔ آپ نے جس گھرانہ میں آنکھ کھولی وہ سیاسی طور پر قریش کے عسکری نظام کا منتظم تھا اور تعلیمی اعتبار سے مکہ کے اندر سب سے پہلے لکھنے والا شخص سیدنا معاویہ کا دادا حرب بن امیہ تھا اور عفت کا یہ عالم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر جب عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے اس بات کا عہد و پیمان لیا کہ زنا کے ارتکاب سے اجتناب کرو گی تو سیدنا معاویہ کی والدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا زوجہ ابی سفیان نے تعجباً سوال کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا شریف عورتیں اس فعلِ قبیح کا ارتکاب کر سکتی ہیں؟ اور شرافت یہ ہے کہ مکے کے اوباش جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مکہ کے گلی کوچوں میں آپ کا تعاقب کرتے تو ایسے وقت اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق سے ابوسفیان کے مکان کے قریب ہوتے تو ابوسفیان کے گھر چلے جاتے اور ابوسفیان مسلمان نہ ہونے کے باوجود اس قدر شرافت اور انسانیت کا مظاہرہ کرتا کہ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتا اور گلی کے اوباشوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر بھگا دیتا۔ جس گھرانہ کے یہ خصائص ہوں ظاہر ہے کہ اس گھر میں بچے کی تربیت اور نگہداشت کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہوگا اور خاندان کے ان ہی خصوصی اوصاف کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہوگی۔ آپ فتح مکہ سے پہلے اور صلح حدیبیہ کے بعد والے درمیانی زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ البتہ اسلام کا اظہار فتح مکہ کے موقع پر کیا۔ اسلام لانے کے بعد آپ مستقل طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے اور آپ اس مقدس جماعت کے رکنِ رکین تھے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابتِ وحی پر مامور فرمایا۔ چنانچہ جو وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی اسے قلم بند فرماتے اور جو خطوط و فرامین سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے جاری ہوتے انہیں بھی تحریر کرتے۔ وحی الٰہی لکھنے کی وجہ سے ہی آپ کو کاتب وحی کہا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافتِ صدیقی میں آپ اپنے برادر بزرگ حضرت یزید الخیر بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت شام کی مہم میں مصروف جہاد رہے۔ جب طاعون عمواس ۱۸ ھ میں حضرت یزید رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ دمشق کی عمل داری پر نامزد کیا گیا۔ ان کے تدبر اور انتظامی صلاحیت کے باعث خلافتِ عثمانی میں ان کی عملداری

کے علاقہ میں وسعت کر دی گئی ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلامی عساکر میں بحریہ کا اضافہ کیا اور ۲۷ھ میں جزیرۂ قبرص پر لشکر کشی کی اور ۲۸ھ میں یہ جزیرہ فتح کر لیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخری ایام میں عبداللہ ابن سبا یہودی نے اسلام کے خلاف ایک سازشی تحریک چلائی اس وقت چونکہ اسلام کی قوت کا مرکز ثقل سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات تھی اس لئے آپ کے خلاف اس نے مسلح بغاوت کی اور آپ کو شہید کر دیا۔ ان کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سریر آراء خلافت ہوئے لیکن ان کا پورا عہد خلافت اسی تحریک کی وجہ سے خانہ جنگی کی نذر ہو گیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت بھی سبائیوں کی مسخ شدہ صورت خوارج کے ہاتھوں سے ہوئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد مصلح امت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سریر آراء خلافت ہوئے تو انہوں نے امت کی وحدت کے پیش نظر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیش گوئی کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری اختیار کر لی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس سال کو اسلامی تاریخ میں "عام الجماعۃ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ۴۱ھ میں آپ کی خلافت کا دور شروع ہوتا ہے۔ علامہ مسعودی نے اپنی مشہور تاریخ مروج الذہب میں تصریح کی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ آپ روزانہ فصل خصومات کے لئے عام محفل میں نشست کیا کرتے تھے۔ ۴۲ھ میں سندھ کا کچھ حصہ مسلمانوں کے زیر نگیں آ گیا۔ ۴۳ھ میں سوڈان فتح ہوا ۴۴ھ میں کابل اور ۴۵ھ میں افریقہ پر لشکر کشی کی گئی۔ ۵۰ھ میں غزوہ قسطنطنیہ پیش آیا۔ ۵۴ھ میں مسلمان نہر جیحون عبور کر کے بخارا تک پہنچ گئے۔

۵۶ھ میں غزوہ سمرقند پیش آیا۔ ۲۲ رجب ۶۰ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔ دمشق میں باب صغیر پر آپ کو دفن کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی المیہ کے طور پر اس تلخ حقیقت کا اظہار کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کے تعامل کو شریعت میں مصدر شریعت کی حیثیت حاصل ہے اور اس مقدس جماعت کی تبلیغی اور جہادی مساعی کے ذریعہ ہم تک اسلام پہنچا۔ اگر پاکستان کی بنیاد دو قومی نظریہ پر ہے تو پھر یہی مقدس جماعت اس نظریہ کی حامی ہے کیونکہ انہوں نے ہی نظام کفر اور طاغوتی طاقت کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور اسی راہ میں اپنا مال، وطن اور جان عزیز سب کچھ قربان کر دیا۔ اشاعت اسلام میں جس نوعیت کی قربانی اس جماعت نے پیش کی ہے اس کی نظیر قیامت تک نہیں پیش کی جا سکتی۔ تو پھر یہ کتنی ناانصافی اور احسان فراموشی ہے کہ خلفاء راشدین کے ایام وفات پر سرکاری طور پر تعطیل نہیں کی جاتی۔ اور پھر صحافتی اصحاب میں یہ کتنی بے حسی اور بے فکری و افلاس ہے کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے یوم پر اخبارات میں ان کی یاد میں ایک لفظ بھی تحریر کرنا گوارا نہیں کرتے حالانکہ وہ اس لحاظ سے بھی ہمارے محسن ہیں کہ سندھ کی فتح کا آغاز انہیں کے سنہری دور خلافت میں ہو چکا تھا۔ (حقیقت، بہاولپور ۱۶، فروری ۱۹۶۹ء)